إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامىٰ ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۔ (سورۃ النساء: آیت: ۱۰)

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا رہے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں

اصلاحِ معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۳

ناحق یتیم کا مال کھانا

مولانا ارشد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند ۱- بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناحق یتیم کا مال کھانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتَامٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا، وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا﴾. (سورۃ النساء: آیت: ۱۰)

”بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا رہے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں، اور قریب ہی جلتی آگ میں داخل ہوں گے“۔

آیت کے مضمون کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو شخص یتیم کا مال ناحق کھائے گا وہ درحقیقت جہنم کی آگ کھائے گا اگرچہ اس وقت اس کا آگ ہونا محسوس نہ ہو اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس معاملہ میں مزید احتیاط کے لئے واضح ہدایات دی ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أُحَرِّجُ مَالَ الضَّعِیْفَیْنِ: الْمَرْأَۃِ وَالْیَتِیْمِ. میں خاص طریقہ پر دو ضعیفوں کے مال سے بچنے کی تلقین کرتا ہوں ایک عورت اور دوسرے یتیم۔ (ابن کثیر)

امام سدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: دنیا میں ناحق یتیم کا مال کھانیوالا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ آگ کی لپٹیں اس کے منہ اور آنکھ، ناک کان سے نکل رہی ہوگی اس کو جو دیکھے گا جان جائے گا کہ یہ دنیا میں

ناحق یتیم کا مال کھانیوالا ہے۔

قرآن میں دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا﴾ اور نہ کھاجاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ اوراس خیال سے کہ یہ بالغ ہوجائیں گے جلدی جلدی اڑا کرمت کھاڈالو۔

اس آیت میں یتیم کے سرپرستوں کو دو چیز سے روکا گیا ہے: (۱) ان کے مال میں اسراف یعنی ضرورت سے زائد خرچ کرنے سے۔(۲) ان کا مال ضرورت پیش آنے سے پہلے ہی جلدی جلدی خرچ کرڈالنے سے اس خیال سے کہ عنقریب یہ بڑے ہوجائیں گے تو ان کا مال ان کو دینا پڑے گا اور ہمارا اختیار اس سے ختم ہوجائے گا۔

پھر آگے قرآن فرماتا ہے: ﴿مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ جس کو مالِ یتیم کی حاجت نہ ہو (یعنی خدانے اس کو مال دیا ہے) تو وہ یتیم کے مال سے بچتا رہے اور جو (یتیم کی دیکھ بھال کرنے والا) فقیراور ضرورت مند ہو تو دستور کے موافق کھائے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں چند صورتیں دستور کے موافق کھانے کی بتائیں ہیں۔

(۱) یتیم کے مال میں سے بربناء ضرورت قرض لینا اور ضرورت پوری ہونے پر ادا کردینا۔(۲) تنگدستی کی صورت میں بقدر ضرورت یتیم کے مال میں سے دیکھ بھال کر اپنی محنت اور خدمت کے مطابق لینا یا کھانا۔

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے:

"أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

وَفَـرَّجَ بَيۡنَهُمَا“ اور دنیا میں یتیم کی دیکھ بھال کرنے والا اس طرح قریب ہوں گے جیسے شہادت کی انگلی اور اس کے برابر والی انگلی۔ (البتہ آپ نے فرق واضح کرنے کے لئے) دونوں کے درمیان تھوڑا خلا چھوڑ دیا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یتیم کی دیکھ بھال کرنے والا چاھے وہ یتیم اس کا قریبی ہو یا کسی اور خاندان کا جنت میں، میں اور وہ، ان انگلیوں کی طرح قریب قریب رہیں گے۔

یتیم کی کفالت کا مطلب اس کی خیر خواہی کرنا اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا ہے جیسے اس کے پڑھنے لکھنے اور کھانے پینے پہننے کی نگہداشت رکھنا ہے اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کی بڑھوتری اور زیادتی کے لئے اپنے مال کی طرح کاروبار میں لگانا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے بچوں کی طرح اپنے مال سے اس کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا۔

فائدہ: یاد رکھئے یتیم کے ساتھ حسن معاملہ کے جہاں قرآن وحدیث میں عام طور پر حکم آئے ہیں وہاں ”مسلم“ کی قید نہیں ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسانیت کی بنیاد پر یتیم کے ساتھ حسن معاملہ کیا جائے گا، مذہب کی بنیا پر نہیں، یتیم چاہے یہودی کا ہو یا نصرانی کا، ہندو یا مسلمان کا وہ اپنی بیچارگی کی بنیاد پر مدد کا مستحق ہے جو اپنی اولاد کی طرح اس کی پرورش کرے گا وہ خدا کی رحمت کا مستحق ہوگا اور میدانِ محشر میں نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی قربت کا حقدار ہوگا کیونکہ کسی محتاج اور مصیبت کے شکار کی مدد کرنے میں اسلام مذہب کی تخصیص نہیں کرتا، بلکہ حضرت محمد ﷺ کی

تعلیمات کے مطابق کسی جانور کے ساتھ حسن سلوک بھی آخرت میں اللہ کی رحمت کا حقدار بنانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کے ہاتھ کو پکڑا کھلانے پلانے کے لئے (یعنی اس کی دیکھ بھال اور پرورش کے لئے) اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کر دیں گے الا یہ کہ وہ مشرک مرا ہو کیونکہ مشرک کی مغفرت نہیں ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں سب سے پہلے جنت کے دروازہ کو کھولوں گا مگر میں دیکھوں گا کہ ایک عورت مجھ سے بھی آگے بڑھ رہی ہے تو میں اس سے کہوں گا کہ تو کون ہے تو وہ کہے گی کہ میں وہ عورت ہوں جو دنیا میں اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر (ہر طرف سے اپنی زندگی کو سمیٹ کر ان کی دیکھ بھال پر بیٹھ گئی تھی) (ابویعلی)

یہ اس عورت کے بارے میں فرما رہے ہیں جو جوانی میں بیوہ ہوگئی شوہر چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مر گیا اور اس عورت نے ان بچوں کی پرورش کی خاطر اپنی جوانی کو قربان کر دیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنے دل کی قساوت اور سختی کی شکایت کی تو آپ نے اس کو بطور علاج فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے

اچھا گھر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ (اپنی اولاد کی طرح) اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ خراب سلوک ہوتا ہو اور اللہ کا سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو یتیم اور بیوہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے وہ آدمی بہت خوش بخت ہے جو کسی یتیم بچہ کی پرورش کی فکر کرتے ہوئے اس کی ہر طرح کی خبر گیری کرے اور اپنی اولاد کی طرح اس کی فکر کو اپنے اوپر اوڑھ لے، جو شخص کسی اور کے یتیم بچوں کے ساتھ چاہے اس کا مذہب کچھ بھی ہو حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا خدا کی ذات سے توقع ہے کہ اللہ اس کے بچوں کے ساتھ بھی رحمت وعنایت کا معاملہ فرمائیں گے کیونکہ آدمی جو بوتا ہے اسی کو کاٹتا ہے۔

یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف اتنی بری چیز ہے کہ اس کو آگ کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے تو انسان کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے، لیکن عام لوگ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے غلطیاں کر جاتے ہیں، یتیم کے مال سے متعلق کچھ مسئلے جن کو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے معارف القرآن میں ذکر کیا ہے یہاں پیش کئے جا رہے ہیں ان پر نظر رکھنی چاہئے اور لوگوں کو بتانا چاہئے۔

مسئلہ : میّت کے بدن کے کپڑے بھی ترکہ میں شامل ہوتے ہیں ان کو حساب میں لگائے بغیر یوں ہی صدقہ کر دیتے ہیں بعض علاقوں میں تانبے پیتل کے برتن مال کو تقسیم کئے بغیر فقیروں کو دیدیتے ہیں حالانکہ ان سب میں نابالغوں اور غیر حاضر وارثوں کا بھی حق ہوتا ہے پہلے مال

بانٹ لیں جس میں سے مرنے والے کی اولاد بیوی والدین بہنیں جس کو شرعاً حصہ پہنچتا ہو اس کو دیدیں اس کے بعد اپنی خوشی سے جو شخص چاہے مرنے والے کی طرف سے خیرات کرے یا مل کر کریں تو صرف بالغین کریں نابالغ کی اجازت کا بھی اعتبار نہیں اور جو وارث غیر حاضر ہو اس کے حصہ میں اسکی اجازت کے بغیر بھی تصرف درست نہیں۔

مسئلہ: میّت کو قبرستان لے جاتے وقت جو چادر جنازہ کے اوپر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے اس کو میت کے مال سے خریدنا جائز نہیں کیونکہ وہ مال مشترک ہے کوئی شخص اپنی طرف سے خرچ کردے تو جائز ہے، بعض علاقوں میں نماز جنازہ پڑھانے والے امام کے لئے کفن ہی کے کپڑے میں سے مصلیٰ تیار کیا جاتا ہے اور پھر یہ مصلیٰ امام کو دیدیا جاتا ہے یہ خرچ بھی کفن کی ضرورت سے فاضل ہے، ورثہ کے مشترک مال میں سے اس کا خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ: بعض جگہ میت کے غسل کے لئے نئے برتن خریدے جاتے ہیں پھر ان کو توڑ دیا جاتا ہے۔ اول تو نئے خریدنے کی ضرورت نہیں کیونکہ گھر کے موجودہ برتنوں سے غسل دیا جاسکتا ہے اور اگر خریدنے کی ضرورت پڑجائے تو توڑنا جائز نہیں اول تو اس میں مال ضائع کرنا ہے اور پھر ان سے یتیموں کا اور غائب وارثوں کا حق وابستہ ہے۔

مسئلہ: ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس میں سے مہمانوں کی خاطر تواضع اور صدقہ وخیرات کچھ جائز نہیں اس طرح کے صدقہ وخیرات کرنے سے مردے کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا بلکہ ثواب سمجھ کر دینا اور بھی زیادہ سخت

گناہ ہے اس لئے کہ مورث کے مرنے کے بعد اب یہ سب مال تمام وارثوں کا حق ہے اور ان میں یتیم بھی ہوتے ہیں، اس مشترک مال میں سے صدقہ دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کا مال چرا کر میت کے حق میں صدقہ کر دیا جائے۔ پہلے مال تقسیم کر دیا جائے اس کے بعد اگر وہ وارث اپنے مال میں سے اپنی مرضی سے میت کے حق میں صدقہ خیرات کرے تو ان کو اختیار ہے، تقسیم سے پہلے بھی وارثوں سے اجازت لیکر مشترک ترکہ میں سے صدقہ خیرات نہ کریں اس لئے کہ جو ان میں یتیم ہیں ان کی اجازت تو معتبر ہی نہیں اور جو بالغین ہیں وہ بھی ضروری نہیں کہ خوش دلی سے اجازت دیں ہوسکتا ہے کہ وہ لحاظ کی وجہ سے یا لوگوں کے طعنوں کے خوف سے (کہ اپنے مردہ کے حق میں دو پیسے تک خرچ نہ کئے) اجازت دینے پر مجبور ہوں، اس عار سے بچنے کے لئے بادلِ ناخواستہ حامی بھر لے حالانکہ شریعت میں صرف وہ مال حلال ہے جس کو دینے والا خوش دلی سے دے رہا ہو جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

☆ ☆ ☆